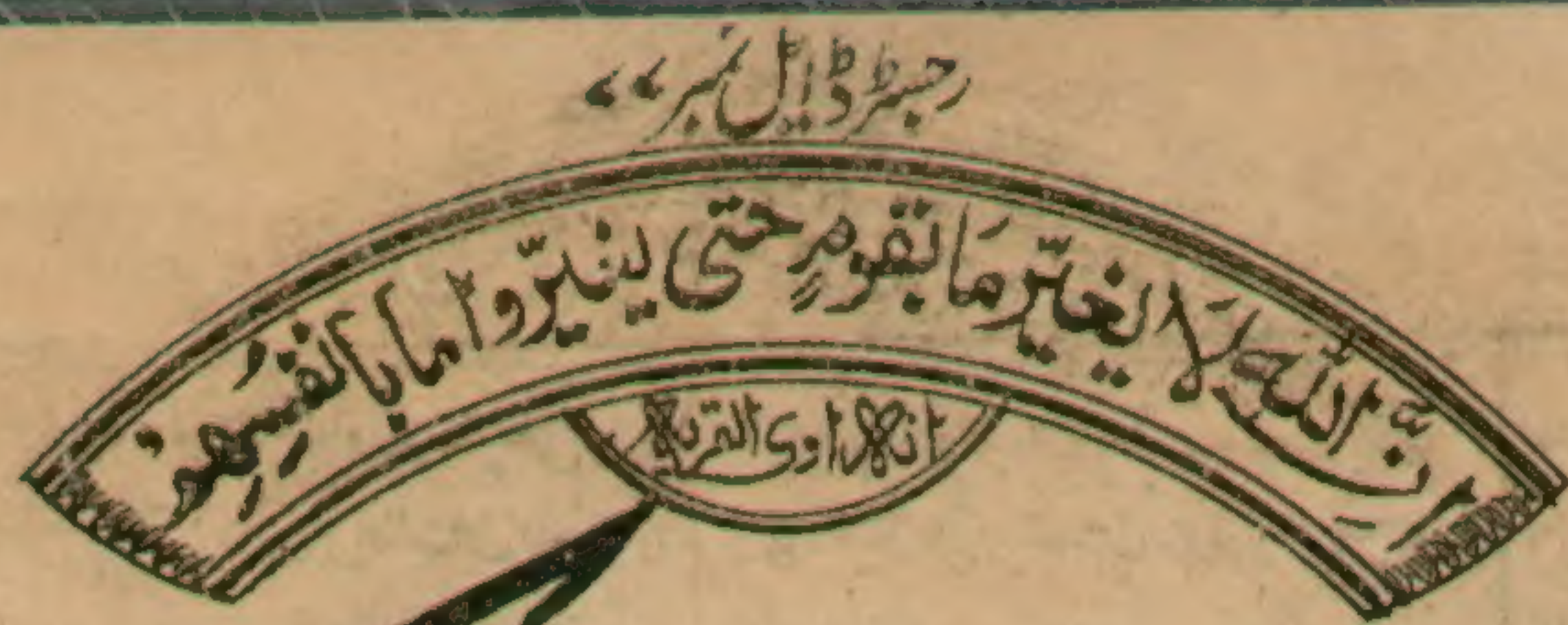


- (۱) ضروری نوٹس - دارالامان کا ہفتہ
- (۲) مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم (رضی اللہ عنہ) کی علالت حسن خاتمہ - اور اس کی احمدی قوم اور اہل تقویٰ اصحاب کے لئے مفید سبق - ص ۲۲
- (۳) کپور تھلہ کی مسجد کا فیصلہ ہو گیا - ص ۳۰
- (۴) سفر نامہ دہلی - حیات صانی { ص ۵
- ” خریداران کو خاص اطلاع
- (۵) بہار الہند یا ہندوستان یا ہشتی مقبرہ - ص ۳۰
- (۶) کبلی جٹی - (گذشتہ اشاعت سے آگے ص ۸۰)
- (۷) آریہ ہاشمے غور سے پڑھیں ص ۸۰
- (۸) ایک مکاشفہ حقیقت { ص ۹
- ” چند استفسارات
- (۹) رسیدات آمدنی درود ماہ نمبر منٹ
- (۱۰) اشتہارات - ص ۱۱۱



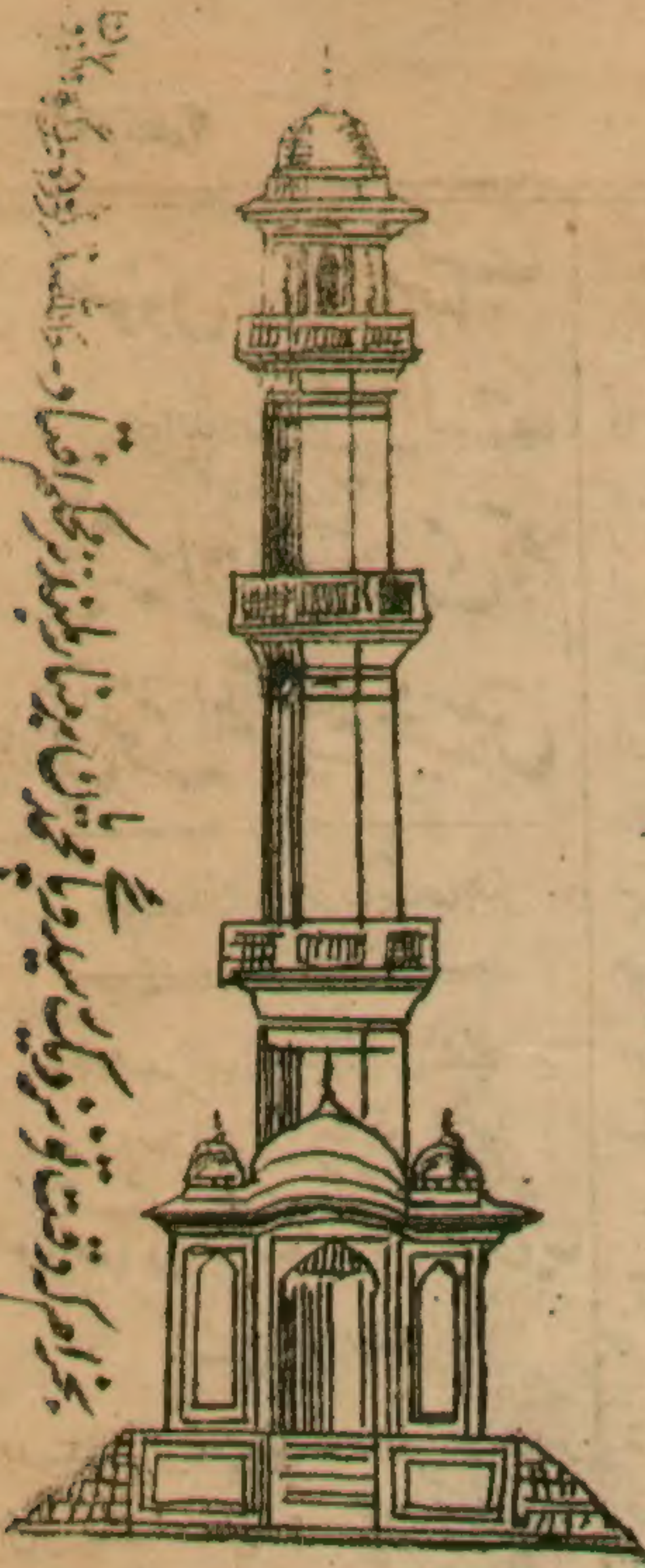
Digitized by Khilafat Library

چہ گیم باتوگر آئی چہاد قادیان پتی | دو ابینی شفا پنی غرض دارالامان پتی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت لائے

(۱) اعوام سے ص ۲۰ (۲) خواص و معاونین سے ص ۳۰ (۳) ہندوستان سے باہر سے ص ۴۰ (۴) غیر مذہب والوں سے ص ۵۰ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں کی عطا



## نمبر ۴۵ قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء مطابقت ۲۶ شوال ۱۳۲۴ھ جلد ۹

### ضروری نوٹ

حسب معمول الحکم کا یہ اشوا اس سال کو خدا کے فضل سے ختم کرتا ہے اور آخری ہفتہ کی تعطیل کرتا ہے۔ اگلا پرچہ انشاء اللہ العزیز ۱۰ جنوری ۱۹۰۶ء کو شائع ہوگا جن احباب نے بروقت اپنے ذمگی مطالبات کو سمجھ کر خانہ کی اعانت فرمائی اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ اور جو اب تک بھی متوجہ نہیں ہوئے انہیں بیدار کرے۔ میں اپنے کرم فرما ناظرین کی اس مہربانی کا بھی شکر گزار ہوں جو وہ الحکم کی بعض کمزوریوں اور درگذاشتوں پر برہنہ چشم پوشی فرماتے ہیں۔ اور حقیقت میں میری ذمہ داریوں اور اس کام کی اہمیت کی وجہ سے جو میرے ہاتھوں میں محض خدا کے فضل سے ہے ایسا ہی ہونا ہی چاہئے۔ ورنہ اگر اس کے خلاف معاملہ ہو تو پھر اس کے یہ معنے ہونگے کہ اس کام کی کوئی عظمت اور قدر انکے دل میں نہیں اور میں جانتا ہوں کہ ایسا نہیں اگر خدا نخواستہ ایسا ہوتا تو الحکم کی راہ میں بہت رکاوٹیں اور ٹھوکر کے پتھر پیش آتے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کی حمد اور تائیلش ہے کہ محض اسی

کے فضل اور کرم سے۔ ان اسی کی تائید اور توفیق سے الحکم نے توین جلد ختم کی اور اب دسویں جلد بھی اسی کے فضل سے شروع ہوئی۔

سوچا تو یہ کیا تھا کہ دسویں جلد کا آغاز الحکم میں نمایاں ترقی کے ساتھ ہوتا اور اسے ہفتہ وار سے روزانہ کی صورت میں جاری کیا جاتا۔ مگر ابھی میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے دوسرا وقت مقرر ہے۔ ہفتہ میں دو بار کی تجویز پر ایک ہی ایسا خط نہیں آیا جس نے اس تجویز سے اختلاف کیا ہو۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ اس تجویز کو مشروط کرتا ہوں دو ہزار اشاعت کے ساتھ اگر ناظرین الحکم کو اس کے ساتھ واقعی محبت ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہے تو وہ اپنی اس محبت کا عملی ثبوت دین اور ہر خریدار ایک ایک جدید خریدار اگر ہم پہنچا دے تو دو ہزار اشاعت تک دم ہو سکتی ہے اور اس اشاعت پر الحکم ہفتہ میں دو بار کیا جاسکتا ہے بالآخر ساری توفیقین اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہیں اور اسی کے فضل سے ہوگا جو کچھ بھی ہوگا۔ (ایڈیٹر)

### دارالامان کا ہفتہ

- ۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علیہم موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے اہل بیت اور خدام محمد اللہ سب اچھے ہیں۔ موسمی حالت کے لحاظ سے سردی ترقی کر رہی ہے آسمان ابر آلود اور گاہے گاہے تقاطع و ترشح بھی ہوتا ہے۔ ۱۹۔ دسمبر کو اچھا چھینا پڑ گیا۔
- ۲۔ ایام کرسمس کی وجہ سے احباب آرہے ہیں۔ ۲۴۔ دسمبر ۱۹ کو رسالہ الوصیۃ جو احمدی قبرستان یا ہشتی مقبرہ کے متعلق ہے شائع ہو گیا۔ الحکم کی اعلیٰ اشاعت میں درج ہوگا۔ انشاء اللہ۔
- ۳۔ احمد نور کاہلی کے مقدمہ کے متعلق یہ خبر ہے کہ ۱۹۔ دسمبر ۱۹ کو ملزمان کا چالان کی تحصیل اور صاحب ہمالہ کے سامنے پیش ہوئے۔ عالیجناب خواجہ کمال الدین صاحب وکیل سلسلہ استغاثہ کی طرف سے پیروکار تھے احمد نور کا بیان ہو چکا۔ اثناے جرح وکیل ملزمان میں معلوم ہوا کہ فریق ثانی نے بھی کوئی استغاثہ کیا ہوا ہے اسلئے مقدمہ

اس غرض کے لئے ملتوی ہوا کہ آیا یہ مقدمہ بھی اسی مجسٹریٹ کے پاس جاوے یا وہ اس مجسٹریٹ کے پاس آئے۔ باقی حالات سے پھر اطلاع دی جاوے گی۔

۴۔ مہمانوں کے آرام و آسائش کے لئے اس مرتبہ خاص انتظام کیا گیا ہے مدرسہ کے کمرے خالی کرائے گئے ہیں جدید مہمان خانہ کے متصل حضرت اقدس نے ایک خیمہ بھی لگوا دیا ہے۔ مدرسہ کے مدرسین اور طلباء اپنے بہائیوں کی خدمت میں پورا حصہ لینے کو آمادہ ہیں۔ خدا کرے ہم سب اخوت کا سبق سیکھیں اور اس غرض کو پورا کرنے والے ٹھہریں جسکے لئے خدا کا مسیح آیا ہے۔

### تازہ الہام

۲۳۔ دسمبر ۱۹ء  
وَمَا بِنِعْمَتِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ  
ترجمہ  
اور اپنے رب کی نعمت کا ذکر کر







آرامی سے ان کی حلی شجاعت اور ثروت ایمانی میں  
کوٹھی خلیل نہیں آتا۔ اور اس حالت میں ہی خداوند  
کی معرفت میں ان کا قدم پیچھے نہیں ہٹتا بلکہ آگے

بڑھتا ہے اور وہ اس درد اور تکلیف میں ہی  
ایک لذت اور سرور پاتے ہیں اور وہ اپنی بیماری

علامۃ کو یہی خدا تعالیٰ کی طرف موجب رحمت  
اور فیضان الہی سمجھتے ہیں۔ ایسے آدمیوں کے  
وجود میں ایک طرف درد اور شدت ہماری کارور

ہوتا ہے۔ اور دوسری طرف اس میں حقیقی کا  
 حصار و شکر اور اس کے احسانوں کا اظہار دل  
 اور زبان سے جاری ہوتا ہے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ

کے سچے عاشق اور فدائی ہوتے ہیں اور میرے  
سے پہلے ہی ایک موت اپنے اوپر وارد کر کے ہوتے

کرتے ہیں اور وہ خدا کو اختیار کرتے ہیں۔ اور اس  
زندگی کو خدا کے لئے سمجھتے ہیں اس لئے ان کیلئے

خدایا راہ میں جان دے دینا کوئی مشکل امر نہیں  
ہوتا۔ بلکہ عین راحت ہوتی ہے کہ اس زندگی  
کا حجاب دور ہو کر وہ خدا سے جا ملے۔ یہی

زندگی ہے جس کے لئے ہر ایک مومن کو تڑپا  
ہونی چاہئے۔ اور یہی اسلام کا اصل منشاء ہے۔  
کہ انسان خدا تعالیٰ کی ایسی فرمانداری اختیار

کرے کہ جان تک اسکی راہ میں دینے سے دریغ نہ  
کرے مغنیہ جو شخص اپنی بیماری میں اس قسم کا  
شکار ہو گا اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب

میں اس کے ایمان کوئی تزلزل واقع نہ ہو  
بلکہ اس طریق سے خدا کی رضا حاصل کرنے کو

اپنے سے ایک خواجہ چمچے رواں سے کمال ایمان  
بلکہ ولی اللہ ہونے پر اس سے بڑھ کر اور کوئی  
وسیلہ نہیں کہ اس نے اپنی جاق کو خدائی راہ

مین دیا جس کے ساتھ اس کسی کو شریک نہ ٹھہرایا  
اس سے بہر حال یہ نتیجہ نکالنا پڑے گا کہ جس  
قدر بچے زیر اش کوئی انسان اس روحانی کمال

کو حاصل کرے۔ وہ فریب واقعی خدا کی طرف  
سے پہنچا دیا ہے۔ اس لیے جس نادی کے زیر اثر اس  
نیرتہ متہاں (کلی) - وہ نادی سے بے

ابہم واقعات سے دیکھیں گے کہ مولوی صاحب

کے ثابت ہوئے۔ اور چونکہ مولوی صاحب عارف  
حضرت اقدس مرزا صاحب کے خاص الخاص مرید و

سے ہے اس سے ہم قطع نظر اور دلائل سے خود  
حضرت مرزا صاحب کی تعلیم کے اثر اور ان کی روایات  
اور ان کے پیچھے ہادی اسلام اور رسولی المصلیٰ

اللہ علیہ وسلم کے سچے وعائی جانشین ہونے

در اہل تنویری صحابیئے مفید ہیں

لو ویسا کی علی الت واقعہ کو مفصل پیش  
کرنے کا ضرورت

نی گھر میں دیکھتا ہوں کہ مجھے آن مرحوم کی بیماری  
ابتداء سے لیکر آخر وقت تک کہ انہوں نے ہمارے

تفاق ہوتا تھا۔ مجھے ہزار ہا بیماریوں کے علاج  
تفاق ہوا ہے۔ اور میں نے صد ہا بیمار اس  
کو بہانہ بنا کر دیکھا ہے۔

کار کیا۔ اور بناوٹ اور تصحیح۔ اس سے دور  
بیاگے ہیں اور اس کے ممتہ سے وہ باتیں اور

ن یا اپنی بیاری کو اسکی طرف سے (معاذ اللہ)

میں نے اس کی ہر ایک شے سے یاد دہانی کی ہے۔

1875



احمدیوں کے شامل حال فتح و نصرت ہوئی اسی طرح پر کچھ جہل میں ہی تائید حق کا کھلا کلام ثبوت نظر آیا۔ خدا تعالیٰ نے اس تائید و نصرت کو دیکھ کر بے اختیار اس کے حضور سر جھک جاتا ہے اور دل سرت سے بھر جاتا ہے کہ ہم نے جس سلسلہ کو قبول کیا ہے وہ یہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

انھوں نے علی محمد علی آل محمد وبارک وسلم اصل فیصلہ درج کرنے سے پہلے میں بڑی ہی ناپاکی کر دنگا اگر احمدی قوم کی طرف سے اللہ پر کشند اس صاحب کا شکر ادا کروں، اگرچہ میں جانتا ہوں کہ اللہ صاحب نے جو کچھ کیا ہے محض اپنے فرض منصبی کی حیثیت سے کیا ہے لیکن اس وجہ سے کہ انہوں نے باوصفیکہ مدعا علیہم میں بڑے بڑے بارہویں اور ریاست کے بعض عہدہ دار تھے اپنے کائنات کا خون نہیں کیا اور بڑی جرأت اور دلیری کے ساتھ کسی اثر سے متاثر نہ ہو کر دیانت داری کے ساتھ فیصلہ کیا ہے۔ راج کیوں تہلیل کو ایسے قابل اور عادل عدالتی وجود پر میں مبارکباد دیتا ہوں اور رعایائے کپور تہلیل کی احمدی جماعت کو خیر و برکت موقع ملا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلقاً پہلے سے بس زیادہ مستحکم کر کے۔ لودھی احمد اور شکر گزاری میں رطب اللسان رہے۔

اب میں بلا کسی مزید تہمید کے اصل نقل فیصلہ شائع کرتا ہوں۔ (ایڈیٹر)

نمبر مقدمہ تاریخ مرجعہ تاریخ فیصلہ  
درک گنگ سند ۲۵ جت ۱۲۸۵  
۲۶ مارچ ۱۹۰۵ء  
نقل برت حکم آخر مقدمہ دیوانی راج کپور تہلیل  
باجلاس لالہ پرکشند صاحب نائب عدالتی بہادر  
بی۔ اے

حبیب الرحمن خلیفہ شیخ ابو القاسم مالک دستولی  
سجدہ و ادب کپور تہلیل مدنی  
بنام

عبد اللہ ناصر علی نظامت حکیم صادق علی اسٹریٹ  
سرحدی ہسپتال۔ مولوی محمود علی پراڈنگ  
محمد رمضان قشی ذخو محمد خلیل نقشہ نوش پٹن  
خیر ولد فرید۔ محلہ شیر گڑھ محمد خان ولد پیارے  
باجہ لواز۔ ماما تلی ناینا و صابر خان مدرس پٹن  
عبد الحق کورٹ خواں الدار و امام الدین سیای و  
جان محمد خواں الدار و شیر احمد الدار و لال محمد نانک  
و کالے خان نانک صفرہ ملازمن پٹن و ایم علی  
سیای توپ خانہ مدعا علیہم۔

تجویز عدالت  
مدعی یہ دعویٰ اس طرح سے دائر کرتا ہے کہ مدعی سید

تو وہ بہت رنگوں کی ہدایت کا باعث ہوئے اس لئے ممکن ہے کہ ان کی وفات بعد ہی ان کے اسوہ حسنہ کو دیکھ کر کوئی سید حق کو پا لے اور سچائی کی اتباع کرے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سچے جانشین کی صحبت سے بہرہ ور ہو۔ آمین۔ نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے ہی اس حرم بھائی کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ اور مجھے ہی اعلائے کلمہ اسلام اس طریق سے ہو جس طرح سے کہ اس بھائی نے کیا اور اس دینی خدمت میں اپنی جادوں۔ آمین۔

چوتھا محرک اس مضمون کے کہنے کا یہ ہوا کہ حرم کی علالت کے متعلق مفصل حالات کے دریافت کرنے کے بہت سے خولان میں۔ اس نے بھی ضروری ہوا کہ میں کچھ کہوں۔ (باقی آئندہ)

### کپور تہلیل کی مسجد کا فیصلہ کیا

خدا کے پاک لوگوں کو خدا نصرت آتی ہے جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھائی ہو

ناظرین! حکم آگاہ ہیں کہ کپور تہلیل میں احمدیوں کی ایک مسجد کے متعلق عرصہ سے عدالت کپور تہلیل میں مشغول تھا۔ وہ مقدمہ آخرا لالہ پرکشند صاحب نے۔ اے نائب عدالتی کی عدالت سے فیصلہ ہو گیا جسکی نقل میں ذیل میں درج کرتا ہوں۔ لالہ صاحب نے جس قابلیت اور انصاف پسندی کے ساتھ فیصلہ لکھا ہے وہ ان کے فیصلہ کے پڑھنے سے معلوم ہو جائیگا۔ میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے مخالف مسلمان اور اس فیصلہ کو پڑھیں۔ ایک ہندو ج تو اس قبور پر آجاتا ہے کہ احمدی مسلمان ہیں کا نہیں۔ مگر ہمارے علماء اور تجاودہ نشین صبری نہیں کر سکتے جب تک اپنے ایک کزور پہائی کو کافر نہ کہیں۔ میرا یہ تعجب اور ہی بڑھ جاتا ہے جب میں مسلمان کے مقدمات پر غور کیا کرتا ہوں کہ ایک طرف تو خود ہمارے مخالف اس امر کی شہادت دیتے ہیں کہ یہ نمازیں پڑھتے ہیں اور اسی قبلہ کی طرف پڑھتے ہیں جب ہر وہ پڑھتے ہیں دوسری طرف انہیں کافر ہی کہہ جاتے ہیں۔

بہر حال مجھے اس وقت اس لمبی بحث میں پڑنے کی حاجت نہیں خدا کا شکر ہے کہ آخر اس مقدمہ میں ہی خدا تعالیٰ نے ہماری مدد کی اور جس طرح ہر سال لکھوٹی کی مساجد کے متعلق مقدمات میں

کے متعلق یہ دیکھ چاہئے کہ ان کے ساتھ جو سرگ اور ہمدردی جماعت کی طرف سے ہوئی وہ صحابہ کے رنگ کی ہے یا نہیں اور جو مدت اور احسان اور خلق اور کمال ہمدردی حضرت مرزا صاحب سے اس بیماری میں مولوی صاحب کے ساتھ ظہور میں آئی کہ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو ان کے خلص صحابہ سے تعبیر کیا جاوے۔ اور اگر اس معصیت اور تکلیف کے وقت جماعت نے اس قسم کی ہمدردی کا اظہار کیا ہو جیسے کہ صحابہ ایک دوسرے کے ساتھ لیکر رہتے تھے۔ اور خود حضرت سچ موعود نے اس قسم کا نمونہ دکھایا ہو۔ جیسے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ تھا تو ہر ایک اہل حق اور متقی کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو گا۔ جو میں معصیت اور اور تکلیف کے وقت ظہور میں آیا۔ جبکہ دنیا کے دوست اور رفیق سب چھوڑ جاتے ہیں۔ اور ہی استقلال دکھاتے ہیں۔ جو سچے اور دلی دوست ہوتے ہیں۔ سعدی

دوست آن باشد کہ گریہ دوست دوست  
در پریشان حالی و در ماندگی  
اسلام دنیا میں اخوت لیکر آیا ہے۔ اور جس جماعت اسلام میں کامل طور پر اخوت پائی جائے وہی سچو مسلمان ہیں۔

تیسرا محرک اس مضمون کے لکھنے کو لئے میرے لئے یہ ہے۔ کہ مولوی صاحب موعود اس خاکسار کو اپنا بھائی کہا کرتے تھے۔ برصغیر میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ مگر وہ خصوصیت کے ساتھ خاکسار سے محبت کیا کرتے تھے۔ اور ان کو اس ناچیز سے دلی تعلق محبت کا تھا۔ جلی وجہ سے وہ مجھے اس لقب سے یاد کیا کرتے تھے۔ اس بات کو تو رتیا بارہ تیرہ سال کا عرصہ ہوا ہے جب کہ میں نے ایک دفعہ رتیا دیکھا۔ کہ مرحوم مولوی عبدالکریم صاحب ایک گھوڑے پر سوار ہیں اور میں ان کے ساتھ ساتھ ان کی رکاب کو پکڑے ہوئے جا رہا ہوں۔ اس آئینہ ہمارے حضرت اور مرزا صاحب ملاقات ہوئی مرزا صاحب فرمایا کہ تم دونوں بیٹا ہو چنانچہ اس پر مولوی عبدالکریم صاحب مجھے مصافحہ کیا یا انگلیک ہوئے (مجھے ابھی طرے سے یاد نہیں) چنانچہ صبح کو میں نے حضرت صاحب کی خدمت میں اس مضمون کا خط لکھا۔ حضرت صاحب فرمایا کہ تم دونوں کو پہاٹی بنا تے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے آخری دم تک اپنے اس تعلق کو خوب بھایا۔ اس لئے بحیثیت بھائی کے میرا بھی یہ فرض ہے کہ میں ان کے سچے واقعات پبلک کے سامنے پیش کروں کیونکہ اپنی زندگی پر

نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ہی فرمایا ہے کہ منکر نصار و منکر مہود۔ یعنی تم میں سے لوگ ایسے ہی ہونگے کہ مسلمان کہلائیں گے اور یہوں گے نصاریٰ کے رنگ میں۔ نیز ایسے ہی ہونگے کہ مسلمان کہلائیں گے مگر یہوں کے یہود کے رنگ میں۔ اور اس بات پر سب علماء امت کا اجماع ہے۔ اور سب اس بات کو ماننے میں مگر بعض کا یہ قول ہے کہ سچ اس امت میں نہ آئے گا۔ بلکہ بنی اسرائیل سے ہو گا اور یہ ہی کہتے ہیں کہ اس امت میں محدث اور رسول کوئی نہ ہو گا مگر یہ کیسی بے سمجھی کی بات ہے۔ کہ امت قدخیز امت ہو۔ اور یہود اور عیسائی تو اس میں سے ہوں لیکن سچ جو ان کا مصلح ہے بلکہ ہے آوے۔ نیز یہ کہ پہلی آیتیں جن کی معاد توڑی توڑی ہوتی تھی ان میں تو تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد محدث اور ظہور اور شروع رسول آتے تھے۔ بلکہ بعض عورتوں کو بھی الہام ہوتا تھا۔ مگر اس امت میں نہ آوے یہ خدا پرست ہے۔ اور خدا کی نافرمانی کی بات ہے اور خدا خدا کو بخل بنانا ہے۔ کہ پہلی آیتوں کی تو وہ اپنے مغرب اور الہام یافتہ لوگوں کے ساتھ تائید کرتا تھا۔ اور اس امت کی نہیں کرتا۔ جس کا واسن قیامت تک ہے۔ اور جس کی رسالت پہلی آیتوں کی طرح کسی خاص قوم کے لئے نہیں۔ بلکہ ساری دنیا کے لئے ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس امت میں صحابہ کے رنگ میں ہی رنگیں ہوں۔ اور بعض رسول کے رنگ میں ہی رنگیں ہوں۔ یعنی دونوں قسم کے کمالات ان میں پائے نہیں۔

چونکہ مولوی صاحب ایسی قوم کے ہر تھے جن کا یہ دعویٰ ہے۔ کہ قرآن مجید میں جو سورۃ جوہ میں ذکر ہے کہ آخری زمانہ میں یعنی مسیح موعود کے وقت میں اس کے قیام صحابہ کے رنگ میں رنگیں ہوں گے اور وہ دین کے پیلا نے میں اپنے سینوں میں ایسی ہی ٹرپ رکھیں گے۔ جیسے کہ صحابہ اور خدا کے رستہ میں جان دینے کو ایسے ہی تیار ہونگے جیسے کہ صحابہ نیز حضرت انص مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ محمدی و مسیح موعود ہیں۔ یعنی کہ وہ ایسے رسول ہیں کہ جو خدا سے الہام یافتہ ہیں۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی کمالات۔ ان کا سچا متبع ہونے کے سبب اپنے اندر رکھتے ہیں۔ نیز چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلیل موعود ہیں۔ اور حضرت موسیٰ کے چودہویں صدی کے خلیفہ حضرت مسیح تھے۔ اس لئے چونکہ رسول اللہ کے بعد چودہویں صدی کے خلیفہ مرزا صاحب ہیں۔ اور حضرت مسیح کے روحانی کمالات میں اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اس لئے مماثلت کے طور پر ان کا نام بھی خدا کی طرف سے مسیح رکھا گیا۔ یہ مولوی صاحب کی علامت



زیر بحث کا متولی دمالک ہے مدعی نے مسیہ میں  
 نام و مؤذن مقرر کر دیے ہیں مدعا علیہم نے  
 خلاف مدعی مدعی مسجد میں گاجائز حرکات کرانی  
 شروع کی ہوئی ہیں جو مدعی مالک کے حقوق کے  
 تحت آتے ہیں۔ وہ ناجائز حرکات یہ ہیں کہ  
 مدعی علیہ نے ایک جدید امام اور مؤذن اپنی نظر  
 سے مقرر کیا ہے جس کے مقرر کرنے کا مسجد مدعی  
 میں مدعا علیہم کو کوئی حق نہیں ہے۔ مؤذن مسجد  
 مقرر کردہ محمد مدعی متولی مسجد جب وقت پر  
 اذان دے چکا ہے تو اذان کے بعد اور وقت  
 مدعا علیہم اپنے مؤذن سے مسجد میں اذان دلوایا  
 ہیں اور جب امام مسجد مقرر کردہ مدعی جماعت  
 کو واسطے مسجد میں گاجائز حرکات یہ ہیں کہ  
 کی علیحدہ جماعت نماز پڑھنے کے واسطے کھڑی ہوئی  
 ہے بعد نماز جمعہ مسجد پڑھانے سے مدعا علیہم کو کوئی  
 نہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ مدعی کا مقرر کردہ امام  
 جو روز تعمیر مسجد سے ہے نکال دیا جائے۔  
 ان افعال کے کرنے کا مدعا علیہم کو کوئی حق نہیں  
 مدعا علیہم کا مسجد سے کوئی تعلق نہیں اسلئے  
 نالاش ہے کہ مدعا علیہم کو اذان دلوانے سے اور  
 اس طرح جماعت بالمقابل کرانے سے اور جو مدعی امام  
 سے روکا جائے۔  
 مدعا علیہم نے تحریری جواب دے دی ہے کہ مدعا علیہم  
 کو مدعی مدعی سے صاحب انکار ہے کہ مسجد میں  
 کہ مدعا علیہم نے کسی نہ مسجد میں کوئی فساد یا جہاز  
 کیا نہ کہی اذان یا جماعت خلاف شرع کی ہے۔  
 مدعی متولی مسجد نہیں ہے۔ مدعی کو حقوق ملکیت  
 حال نہیں ہے۔ حاجی محمد ولی صاحب مرحوم نے  
 مسجد کو فرقد ال سنت جماعت کے واسطے وقف  
 کیا تھا۔ مدعی جو حاجی صاحب مرحوم کا بیٹا ہے  
 اور وہ مسجد کا امام ہر دو دن مذہب ال سنت  
 جماعت چوڑ کر بیعت مرزا غلام احمد قادیانی  
 کے ہو گئے ہیں جس کا طریقہ ال سنت جماعت  
 کے برخلاف ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ مسجد فرقہ  
 مرزائیہ کے لئے مخصوص کی جائے اور مدعی صاحب  
 صاحب مرحوم فرقہ و طریقہ یعنی ال سنت جماعت  
 کو دکان نماز پڑھنے نہ دی جائے۔ اور کہ مدعی  
 مسجد قانوناً ہر ایک ال سنت جماعت کو انتظام  
 جائز و کا لیکھان اختیار ہے۔ اسلئے مدعی  
 دعا کرنے کا مجاز نہیں ہے۔  
 امور متفقہ طلب یہ ہوئے۔  
 (۱) مسجد قنارہ ملکیت واحد مدعی ہے یا کہ  
 وقف ہے ثبوت بذمہ مدعی۔  
 (۲) حاجی محمد ولی اللہ صاحب بانی مسجد کا ثبوت  
 تعمیر مسجد کیا اعتقاد تھا۔ آیا وہ مرزا صاحب قادیانی

والے کے مدعی تھے یا کہ ال سنت جماعت میں  
 ہی تھے اور کہ مسجد کی تعمیر اور وقف ہو چکنے کے  
 بعد انہوں نے اپنا اعتقاد تبدیل کر لیا تھا۔ یا کہ  
 وفات تک ان کا وہی اعتقاد رہا جو وقت تعمیر  
 مسجد کے تھا ثبوت بذمہ فریقین۔  
 (۳) حاجی صاحب نے کسی خاص فرقہ کے نماز کے پڑھنے  
 کے واسطے مسجد کو وقف کیا ثبوت بذمہ فریقین۔  
 (۴) اگر حاجی صاحب نے وقف ہو کر دینے مسجد کے  
 اپنا اعتقاد تبدیل کیا تو کیا وہ مسجد سے اس فرقہ  
 کو جس کے واسطے وقف ہوئی ہو محروم کر کے جدید  
 فرقہ کو استعمال کے واسطے مسجد سے نہیں لے  
 تھے۔ ثبوت بذمہ مدعا علیہم۔  
 (۵) مدعی متولی مسجد کیا ہے اگر تو مدعی کو اس  
 فرقہ کے سوائے کسی نماز کے واسطے مسجد وقف ہوئی  
 دیگر اعتقاد والے فرقہ کو مسجد کے استعمال مسجد میں  
 مداخلت کرنے سے روکنے کے حقوق حاصل ہیں۔  
 ثبوت بذمہ مدعی۔  
 سر ایبک کی بابت علیہ علیہ ظاہر کیا جاتا ہے۔  
 نسبت امر اول شہادت پیش کردہ فریقین کا یہ ہے  
 ہے کہ مسجد قنارہ وقف ہو چکی ہوئی ہے اور اسلئے  
 قانون کو وقف شدہ چیز مال کی ملکیت نہیں رہتی۔  
 نسبت امر دوم شہادت پیش کردہ فریقین کا نتیجہ یہ کہ  
 وقف تعمیر مسجد حاجی صاحب بانی ال سنت جماعت  
 تھے مدعی نے اس امر کے ثبوت میں کہ حاجی صاحب  
 مسجد کی تعمیر اور وقف ہو چکنے کے بعد اپنا اعتقاد تبدیل  
 کر لیا تھا یعنی مرزا صاحب کے مدعی ہو گئے تھے۔ محض  
 ایک خط تحریر کردہ حاجی صاحب ہی مرزا صاحب مرحوم  
 ۱۲ جنوری ۱۳۰۵ء پیش کیا۔ اور اس خط کی جس  
 عبارت سے مدعی یہ نتیجہ نکالتا ہے اس میں  
 پھسل نسخ کے نشانات دے گئے ہیں اور عبارت کو  
 عدالت نے جو تمام مدعی کے نسخے سے منسا اور پڑھا اس  
 سے عدالت کو یہ نتیجہ نکلا ہے کہ حاجی صاحب مرحوم  
 مرزا صاحب قادیانی کے مدعی ہو گئے تھے بالکل قائل  
 ہے عدالت اس سے صرف اس قدر نتیجہ نکال سکتی ہے  
 کہ وقت تحریر کرنے اس خط کے حاجی صاحب مرحوم مرزا  
 صاحب کو نہایت نیک پارسا۔ اور دین اسلام میں عالم  
 منصف و کریم تھے اور مدعی کسی شہادت سے حاجی صاحب  
 مرحوم کا مرزا صاحب کا مدعی ہونا ثابت نہیں کر سکا۔ اسلئے  
 عدالت قرار دیتی ہے کہ حاجی صاحب اپنا اعتقاد تبدیل  
 نہیں کیا تھا۔ اور اپنی وفات تک حاجی صاحب نے اپنا  
 اعتقاد ال سنت جماعت ہی رکھا تھا۔  
 نسبت امر سوم۔ شہادت پیش کردہ فریقین کا یہ ہے  
 کہ مسجد کو تعمیر ہوئے عرصہ قریب چالیس سال کا گذرنا ہے  
 یا کہ اس سے دو تین سال کم ہوں گے۔ یہ امر ظاہر ہے  
 اور فریقین کو کسی کو زمین انکار نہیں ہے کہ ہوتی

مرزا صاحب کا کوئی مدعی ظہور میں نہیں آیا تھا۔ اور  
 نہ کوئی کتاب ان کی اس وقت شائع ہوئی تھی۔ مرزا صاحب  
 کے مریدان اس وقت وجود ہی موجود نہ تھا اس سے ظاہر  
 ظاہر ہے کہ مسجد ال سنت جماعت کی نماز پڑھنے کے واسطے  
 وقف ہوئی تھی۔ اور یہی شہادت ثابت ہوتا ہے۔  
 نسبت امر چہارم۔ زیادہ بحث کی ضرورت نہیں کیونکہ  
 اوپر ثابت ہو چکا ہے کہ حاجی صاحب مرحوم نے اپنی وفا  
 تک اپنا اعتقاد تبدیل نہیں کیا تھا۔  
 نسبت امر پنجم۔ بموجب شرع مسجد کی بانی و واقع مسجد  
 خود متولی ہو سکتا ہے اگر وہ بلا متولی بنانے کے فوت  
 ہو جائے۔ تو اس کی اولاد متولی ہو سکتی ہے مقدمہ  
 حال مدعی حاجی صاحب مرحوم کا بیٹا ہے حقیقی بیٹا اور حاجی  
 صاحب جو اپنی اہل و عیال و وصیت مورثہ ۱۲ ربیع الاول  
 ۱۳۰۵ء میں فوت ہوئے۔ ایف سی صاحب بہادر پرنسپل  
 ریاست ۱۲ اپریل ۱۳۰۵ء کو کی اس کی نقل شمولہ  
 مثل کے مطابق ظاہر ہے کہ زمین نسبت جائیداد غیر  
 منقولہ عبارت ذیل میں درج ہے۔ گے گیا لودھانی  
 مسجد کو پرنسپل واسطے مصارف مسجد کے جیسا کہ مرجان  
 (مدعی حال) صاحب عمل در آمد حال عمل کر گیا زمین  
 دو دو پچاس لاکھ سیر سے تیار ہوئی ہیں اس عبارت  
 سے ظاہر ہے کہ حاجی صاحب نے مسجد کے مصارف کا انتظام  
 مدعی کے سپرد کیا۔ گو لفظ متولی استعمال نہیں کیا گیا مگر  
 یہ عبارت مدعی کے متولی مسجد قرار دینے جائے گی نسبت  
 بخوبی دلالت کرتی ہے اور کہ بعد النبی مدعا علیہم کے بیان  
 مورثہ ۹ مارچ ۱۳۰۵ء میں ہی درج ہے کہ مسجد قنارہ  
 مدعی کو مسجد کی حالت درست کر کے کیواسطے مہلت ال  
 جلی ہو اس سے ظاہر ہے کہ حکام بالادست کی طرف  
 سے ہی مدعی ہی متسلم مسجد تسلیم کیا گیا ہے۔ اور اکثر  
 القدر شہادت پیش کردہ مدعی سے ہی یہ ثابت ہے  
 کہ مسجد کے شہادت ریحوت ڈول۔ مورثہ۔  
 صف۔ امام وغیرہ کا انتظام برابر اس وقت تک مدعی  
 ہی کرتا رہا ہے۔ ایسی صورت میں مدعی کا متولی  
 مسجد قنارہ ہونا بلا شبہ ثابت ہے جبکہ مدعی متولی  
 مسجد ثابت ہو چکا تو مدعی کو بموجب فیصلہ پروردی  
 کونسل مورثہ ۱۲ جنوری ۱۳۰۵ء مقدمہ اپیل  
 فضل کریم وغیرہ ایسٹ بٹ نام حاجی مولانا بخش وغیرہ  
 ایسٹ بٹ مسجد میں کسی غیر اسلام کے مداخلت کرنے  
 اور افعال خلاف شرع محمدی کے ہونے سے ممانعت  
 کرنے کے حقوق حاصل ہیں۔ مدعی قبول کرتا ہے کہ وہ  
 مرزا صاحب صاحب قادیانی کا ہے اور مدعا علیہم کہتے  
 ہیں کہ مریدان مرزا صاحب ال سنت جماعت خارج  
 ہیں جس کے واسطے مسجد کا وقف ہونا اور یہ ثابت ہو چکا  
 ہے۔ اب دیکھنا اس امر کا ضروری ہے کہ آیا مریدان  
 مرزا صاحب ال سنت جماعت خارج ہیں یعنی فتویٰ کفر  
 کا اوپر دیا جاسکتا ہے۔ مخرج محمدی مؤلفہ مطر

امیر علی صاحب سے ظاہر ہے کہ مسلمان وہ شخص ہے جو کہ  
 خدا کو ایک جانے اور پھر صاحب یعنی محمد صاحب کو رسول  
 اللہ صدق دل سے تصور کرے اور جو شخص ان دونوں  
 کو یا دونوں میں سے ایک کو تسلیم کرے وہ کافر ہے۔ مرزا  
 صاحب یا مریدان مرزا صاحب کفر کی اس تعریف میں  
 نہیں آسکتے کیونکہ وہ بلاشبہ خدا کو ایک اور محمد صاحب  
 کو رسول اللہ تسلیم کرتے ہیں مگر ان پر انکار پورا ایمان  
 ہے۔ ایسی صورت مدعا علیہم کی محض سبب زوری  
 ہے کہ مرزا صاحب یا مریدان مرزا صاحب کو ال سنت  
 جماعت سے خارج تصور کرتے ہیں۔ عدالت مدعا علیہم  
 کے اس خیال کو غلط قرار دیتی ہے۔ مرزا صاحب کے مریدان  
 کے خیالات اگر کسی قدر مطابق مدعا علیہم ہوں  
 تو محض ایسے اختلافات جو فروعات میں ہوں جیسے  
 کہ ایک گواہ نے ظاہر کیا ہے کہ مرزا صاحب کے مریدان  
 کہتے ہیں کہ عیسیٰ مسیح فوت ہو چکا ہے اور ال سنت  
 جماعت والے کہتے ہیں کہ عیسیٰ مسیح آسمان پر زندہ  
 موجود ہے۔ مرزا صاحب کے مریدان ال سنت  
 جماعت سے خارج نہیں ہو سکتے ہیں۔ اس سے  
 ثابت ہوا کہ فریقین مقدمہ مذکور ال سنت  
 جماعت کے متعلق ہیں۔ مدعی ہرگز دین اسلام سے  
 باہر نہیں ہوا۔ بدین وجہ مدعی اپنے حقوق متولی ہونی  
 کو ہرگز زائل نہیں کیا۔ مدعی میں کوئی ایسا نقص نہیں  
 ہوا ہے جس سے وہ مسجد قنارہ کے متولی ہونے  
 سے علیحدہ کیا جاسکے۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ فریقین ال  
 سنت جماعت میں آپا دیکھنا اس امر کا ضروری ہے  
 کہ آیا مدعی متولی مسجد مدعا علیہم کو نماز پڑھنے کی روک  
 سکتا ہے۔ شہادت پیش کردہ مدعی ہی بخوبی ثابت  
 ہے کہ مدعی کو مسلمان کو نماز پڑھنے سے روک نہیں سکتا  
 ہے۔ حسب روایا و بالا نتیجہ تحقیقات یہ ہے کہ  
 مدعی متولی مسجد کو امام اور مؤذن کے مقرر کرنا  
 ہر طرح سے اختیار ہے۔ مدعا علیہم فرما رہا ہے اپنی  
 نماز جس طرح سے چاہیں مسجد قنارہ میں پڑھ سکتے  
 ہیں۔ مگر علیہ امام و مؤذن مقرر نہیں کر سکتے اور  
 نہ جماعت بالمقابل امام مقرر کردہ مدعی متولی کے  
 کہہ کر سکتے ہیں۔ لہذا  
 حکم ہوا کہ  
 ڈگری انتظار یہ تھی مدعی نسبت جملہ مدعا علیہم بلا جرح و  
 اس امر کی دیکھو کہ مدعا علیہم امام و مؤذن مقرر کردہ مدعی  
 متولی مسجد کو کسی دیگر مؤذن سے اس مسجد میں اذان  
 نہیں دلا سکتے اور نہ امام مقرر کردہ مدعی کے جماعت  
 کے بالمقابل جماعت کھڑی کر سکیں گے۔ مدعا علیہم کو  
 اختیار ہے کہ فرما دے اپنی اپنی نماز جس طرح چاہیں مسجد  
 قنارہ میں پڑھ سکتے ہیں مدعی ان کو نماز پڑھنے سے  
 روکے گا یا نہیں ہوگا۔ فرما دے اس کے واسطے لازمی  
 نہیں ہے کہ امام کے پیچھے ہی ضرور نماز پڑھیں۔ مثلاً داخلہ

فریقین حاضر۔ حکم کیا گیا۔  
 فریقین حاضر۔ حکم کیا گیا۔  
 فریقین حاضر۔ حکم کیا گیا۔



# سفر نامہ دہلی

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

کرنار پور سے جواہر صاحب سوار ہوئے تھے وہ چھاؤنی جالندہ تک ساتھ گئے۔ بنگلہ کی جماعت سٹیشن پہنچا وہ پر رات گئی۔

## لودھانہ سٹیشن

پتی اور حضرت اقدس کی روانگی محض پراشوٹ تھی لیکن کدھیانہ کی جماعت جو کئی روز سے متواتر سٹیشن پر آتی رہی تھی آج بھی سٹیشن پر موجود تھی نصف رات گزر چکی تھی اور یہ عاشقان رسول باوجود کئی روز کی متواتر بیداری اور انتظار کے بھی بدستور چشم براہ تھے میں تو اس نظارہ کو دیکھ کر کہہ سکتا ہوں کہ یہ جذبہ اور کشش ناممکن ہے کہ خدا کے برگزیدہ کے سوا کسی اور میں ہو۔ جو انسان اپنے آئامہ و آسائش کی ہر دھمک ٹکڑے سٹیشن پر اسٹیشن کو نسا موقوف استغاثہ کا مل سکتا تھا؟ چن چن سٹیشن کو یہاں ٹھہرا تھا۔ جس میں از دام مخلوق کیوجہ سے بعض کو مصافحہ اور اسلام علیکم تک کے کہنے کی بھی نوبت نہیں آسکتی تھی۔ مگر وہ اندرونی کشش کچھ ایسی ہلکی تیز تھی کہ ان باتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے بھی کشان کشان یہ لوگ نصف اللیل کے بعد سرزدی میں ٹھہرتے ہوئے سٹیشن پر موجود تھے؟

جو اہم اللہ احسن الخیراء مگر اسوقت ان طبیعتوں اور دلوں پر کیا اثر ہوا ہوگا جب کہ وہ پورے شوق اور محبت کے نشہ میں سرشارانی ساری تکالیف کا معاوضہ اور بہترین بدلہ آتا ہی سمجھتے تھے۔

دل بیمار کا سنبھلنا کیا دیکھ لو پیار کی نگاہوں میں مگر اپنی تو وہ حالت ہوئی ہے دو چار ہفتہ حبیب کہ لب بامدہ گیا کھڑی سٹیشن میں داخل ہوئی اور لوگ اس کے ساتھ ساتھ شوق اور جوش سے بہرے ہوئے دل کے ساتھ اس گاڑی کی طرف دوڑے اور ایکے جس میں خدا کا برگزیدہ مسیح لیٹا ہوا تھا جو نہی لوگ گاڑی کے قریب پہنچے قریب تھا کہ ان کا شور و غل حضرت کو بیدار کر دیتا اور وہ بڑی خوشی کے ساتھ اپنے عزیز خدام سے ملے لیکن میرے محترم اور محرم بہائی ڈاکٹر میرزا

یعقوب بیگ صاحب اپنے لودھانوی احباب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ حضرت نے مجھے فرمایا ہے کہ مجھے نہ جگنا رہے میں آپ کو اجازت نہیں دیتا کہ آپ حضرت کو تکلیف دیں۔

اس بات سے ہمارے لودھانوی احباب کی طبیعت پر کیا اثر ہوا اور انکی امیدوں اور آرزوں کا کس قدر خون ہوا؟ یہ سوال محض فضول ہے۔ مجھے جس امر نے زیادہ مسرت بخشی وہ ایک خاص نکتہ معرفت ہے اور اسوقت ہی میں جبکہ اس مضمون کو لکھ رہا ہوں اسکو یاد کرنے سے بے رہا ہوں اور وہ ہے

## اطاعت رسول

اللہ! کیا پاک اسوہ ہے یہ وہ لفظ ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت فرمایا ہے۔ من اطاع الرسول فقد اطاع اللہ یہ وہ اطاعت ہے جو اللہ تعالیٰ کا محبوب بنا دیتی ہے۔ ان کلمتہ تجتہون اللہ فاتبعون مجھ تک یہی وہ اطاعت کا جوش تھا جسے ڈاکٹر میرزا کو ایسے وقت پر جبکہ معزز اور محترم بھائی پر شوق دل کے ساتھ اپنے محبوب و مولا کو دیکھنے آئے ہیں اور انہیں سب پہلا حکم یہ دیا جاتا ہے کہ کوئی گاڑی کے پاس نہ جاوے میں ڈاکٹر صاحب کو بیدار نہیں سمجھتا بلکہ میری رائے میں وہ ایک قوی الموصلاہ لو جان ہے جس میں شفقت اور ہمدردی کے جوہر نمایاں ہیں مگر وہ حضرت کے حکم کی اطاعت پر ان ساری رنجشوں اور ناراضیوں کو قربان کئے دیتا ہے جو محض اسوجہ سے پیدا ہوں۔

پھر میں لودھانہ کی اس جماعت کی اطاعت پر اور بھی رشک کرتا ہوں انہوں نے حضرت کے اس حکم کو بالواسطہ سنا ہے اس میں احتمال ہو سکتا تھا کہ کسی خاص سٹیشن کے متعلق یہ حکم ہو۔ وہ کہہ سکتے تھے کہ حضرت ناراض نہ ہونگے اسلئے کہ ناراضی کا مادہ ہی آپ کی نظر میں نہیں مگر لودھانہ والوں نے ہی اطاعت رسول کا اسوقت پورا نمونہ دکھایا۔ اور خاموش

حضرت کے ساتھ اپنے محبوب و آقا کی گاڑی کو دیکھتے تھے۔ یہ نظارہ حقیقت میں قابل دید تھا چندی منٹ میں ہم ان کو اسی حالت میں چھوڑ کر آگے چلے گئے۔ آگے ابنا شہر یا چھاؤنی تک ہمیں توقع نہ تھی کہ کسی سٹیشن پر اپنی جماعت کا کوئی آدمی ملے گا۔ اور رات بھی زیادہ گزری تھی۔

آہستہ آہستہ نیند نے انکھوں میں خمار اور حواس میں تعطل سا پیدا کرنا شروع کیا اور میں کچھ دیر کے لئے اس عالم سے محض بے خبر ہو گیا پھر کب ہی بتائیں کہ اس عالم بے خبری کی کیا مثالوں۔ انبالہ ہو چکر آنگہ کبلی۔ فجر کی نماز ادا کی اور میری مشتاق نگاہیں سٹیشن پر اپنے عزیز بھائی جو دہری رسم علی صاحب کو تلاش کرنے لگیں مگر جسقدر میں متجسس نگاہوں سے دیکھتا امیقدر مجھے یالوئی ہوتی۔ مگر اس یالوئی کے ساتھ کبھی یہ اطمینان ہوتا کہ انہیں چھاؤنی کے سٹیشن پر پائین کے اور کبھی یہہ دسم کہ تاکہ جس حال میں انہیں اطلاع ہی نہیں بہر ان کی موجودگی کیوں توقع کی جاوے قرض انبالہ اور چھاؤنی انبالہ پر ہم اپنے کسی بھائی کو نیکہہ سکے اور دہلی تک ہم کو کوئی بھائی نہیں ملا۔ انبالہ سے پرے سٹیشنوں کی حالت سٹیشنوں کی عام جا

پر بیمار کرنا میں ضروری اور اپنا فرض سمجھتا ہوں مجھے انہیں سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ مسافروں کی عام ضروریات اور انکی آسائش کا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ یہاں تک کہ بعض سٹیشنوں پر پانی تک ہی نہیں ملتا اور کھانے کے لئے تو کچھ میسر نہیں آتا ایک سٹیشن پر کھانے کے لئے کچھ طلب کیا گیا تو پھنس کے گوشت کے کچے کباب ملے۔

غرض ان سٹیشنوں پر میرے ساتھ چھاؤنی تک بجز تھار پور کے انتظام ہر طرح ناقص اور ناقابل شکایت ہے۔ چھاؤنی میں میرے لودھانوی عبدالرحیم صاحب نے جیالہ سے روانہ ہوتے ہوئے تار دیدیا تھا اور امید کی جاتی تھی کہ خالص صاحب ذوالفقار علی خان صاحب اور جماعت مہر ٹھہر ڈان۔ ایسے گی۔ مگر افسوس ہے کہ تار دیر سے پہنچا۔ اور جب تک ہم دہلی نہ پہنچ گئے۔ جماعت کو خبر تک نہ ہوئی۔

دہلی | مد بجے کے قریب ہم دہلی پہنچے۔ وہاں بھی عجیب حالت ہوئی۔ جیالہ سے روانہ ہوتے وقت خیر اسماعیل صاحب ہسٹن سرجن کو روانگی کا تار دیا گیا تھا مگر وہ یہ جیالہ کر کے کہ غالباً حضرت اقدس نہیں آئیں گے۔ شب گذشتہ کو دہلی سے مع حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد و میرزا صواب صاحب قبلہ روانہ ہو چکے تھے۔ انکو تار نہیں مل سکا۔ اور اسی وجہ سے دہلی کی جماعت بھی سٹیشن پر نہ آئی۔ لیکن مد بجے کے بعد تار کو رپرتا پراتا ڈاکٹر محمد اسماعیل خالص صاحب کو ملا۔ اور وہ اطلاع پاتے ہی سٹیشن کو پہنچے۔ پونے آئے اور آہستہ میں یا غ میں ہمیں آکر ملے۔ رقتہ

مختصر کئی چار بجے کے قریب ہم منزل مقصود پر پہنچے۔ اب دہلی کے حالات ناظرین کو پھر سنائیں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔ (باقی دارد)

## حیات صافی

مخدوم اللہ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی پاک لالیف لکھنے کے لئے میں تیریں ہم پہنچا ہوں اس منظر کسی صاحب کے پاس مولوی صاحب کا کوئی خط (خواہ وہ کیسا ہی ہو) کوئی مضمون جو چھاپا ہو کوئی نظم یا اور تحریر ہو تو مجھے اسکی نقل بھیج دو اور یا آپ کی لالیف کے واقعات میں سے کسی واقعہ کا علم ہو تو وہ بھی لکھ بھیجیں علاوہ بریں اگر کسی اخبار میں صاحب موصوف کے متعلق کوئی مضمون خواہ مخالف ہو یا موافق۔ چھپا ہو تو ایسا اخبار بھی مجھے بھیج دیا جاوے یا اس کی صحیح نقل صحیح نسخہ و صفحہ اخبار ہو۔ میں اگر زندہ رہا۔ اور اللہ تعالیٰ سے توفیق دی تو انشاء اللہ العزیز حیات میں اسام کو شروع کروں گا۔ (ایڈیٹر الحکم)

## خریداران کو خاص اطلاع

حسب معمول اسٹیشن پر کارپرجہ دی بی ایس لیا گیا تھا۔ افسوس ہے کہ جس قدر دی بی بیس آئے ہیں۔ اس قدر وصول نہیں ہوئے۔ حالانکہ روانگی دی بی کی اطلاع پہلے اخبار میں ہی دی گئی تھی جن خریداران نے دی بی واپس کئے ہیں۔ اگر وہ کارخانہ کو اطلاع نہ دیں گے کہ کونسا پرچہ انکی نام دی بی ہو۔ تو طبع کو ہر وقت اختیار ہے کہ جب چاہے۔ انکے نام دی بی کر کے قیمت وصول کرے۔ اسلئے یہ اطلاع دی جاتی ہے۔ جو صاحب کسی وجہ سے دی بی مطیع کا وصول کرنے سے باز رہوں۔ ان کو چاہئے کہ وہ دفتر میں اطلاع دیں۔ کہ کونسا پرچہ دی بی لیا جاوے۔ دیگر خریداران کو ضروری ہے کہ وہ خط و کتابت میں خبر خریداری جو ریکب کی چٹ پر چھاپا ہوا ہوتا ہے ضرور دیا کریں۔ بصورت مذیتہ خبر تمبیل کرنے میں بڑی دقت ہوتی ہے۔ محرر دفتر الحکم

۱۶۵



# ہمارا اپنا قبرستان یا بہشتی مقبرہ

ہر آنکھ زاو بنیاد چار بایں نوشتہ  
ز جام دہرے کل من علیہا

مین مندر جردن اعلان اعلیٰ حضرت عتبت اثر  
سیچ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایمان اور  
جہالت سے شائع کرتا ہوں اسید بھائی ہے کہ  
احمدی قوم اس ضروری امر پر فوری توجہ کر لی۔

موت ایسی یقینی اور اٹل ہے کہ مذہب کے سوال کو  
الگ کر کے ہی اس پر یقین کیا گیا ہے یہاں تک کہ بعض  
بدقسمت اور بیباک لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی ہستی پر  
شکوک ظاہر کئے مگر موت کو انہوں نے ضروری  
سمجھا۔ حالانکہ اگر وہ اپنی عقل سے کچھ بھی کام لیتے  
تو اسی موت کو اللہ تعالیٰ کی ہستی پر بددوست  
دلیل پاتے۔

موت ایسا یقینی اور اٹل ہونا ہی ایک امر ہے  
جو اس کو بہترین واعظ بتا دیتا ہے۔ اور  
موت کا خیال اور اسکو نظر رکھنا انسان کی حالت  
میں ایک ایسی تبدیلی پیدا کرنے کا ذریعہ ہو سکتا ہے  
کہ وہ آخر اللہ تعالیٰ کے آستانہ پر گزرتا اور باریت  
یاب تک پہنچ جاتا اٹھتا ہے۔ ایسی حالت اور صورت  
میں ہر ایک ضروری امر تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
موت پر غور و فکر فرماتے تھے۔ ایسے واعظ کو  
مذہب رکھنے کے لئے اپنی جماعت کے لئے اس شہر  
کی بنیاد رکھتے جو شہر خاموشان کہلاتا  
ہے اور جسے قبرستان بھی کہتے ہیں۔ حضرت  
حجۃ اللہ کو یہ خیال سالہا سال سے رہا ہے۔ لیکن  
اس وقت سے جبکہ اللہ تعالیٰ نے ایک روایا کے  
ذریعہ ایک بہشتی مقبرہ کی آپ کو بشارت  
دی یہ عزم آپ کا عزم بالجزم ہو گیا چنانچہ حکم  
کے پڑھنے سے اسے جانتے ہیں کہ ۱۸۔ نومبر ۱۹۰۵ء  
کی صبح کی نماز کے بعد آپ نے ایک روایا بیان  
فرمائی تھی جو ۲۔ نومبر ۱۹۰۵ء کے الحاکم میں صفحہ ۱۲ پر  
شائع ہو چکی ہے اور وہ یہ ہے  
مذہب کی نماز کے بعد آپ نے حضرت مولانا  
مولوی عبدالحکیم صاحب کو مخاطب  
کر کے فرمایا کہ نماز سے کوئی ۲۰ یا ۲۵ منٹ  
پیش رفت کر کے ایک زمین اس مطلب کے لئے  
خریدی گی کہ جماعت کی مقبریں وہاں دفن  
کی جائیں تو کہا گیا کہ اسکا نام بہشتی مقبرہ  
ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ جو اس میں دفن  
ہو گا وہ بہشتی ہو گا۔

موجود تھی اول مولوی عبدالحکیم صاحب  
کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر تہا کہ سب سے  
نزدیک جو شخص اس بہشتی مقبرہ میں دفن ہو گا  
وہ مولوی عبدالحکیم ہو گا دوم ایسا ایک قبرستان  
ضروری ہو گا اور اسکا نام بہشتی مقبرہ ہو گا۔  
نومبر ۱۹۰۵ء کی بات ہے اور تین سال سے زیادہ  
عرصہ گزر گیا۔ پھر جس کی کوئی ترکیب یا تجویز نہیں ہوئی  
انصاف اور خدا ترسی کو مد نظر رکھ کر دیکھا جاوے تو کیا  
یہ انسانانی تجویز اور منصوبہ کا کام ہو سکتا ہے؟ کوئی شخص  
ہے جو اپنی زندگی کا ٹھیکہ ہے۔ پھر تین سال پیش تک ایک  
بات کا اعلان الہی شائع کرنا اور پھر اپنی زندگی میں  
اسکا پورا ہونے کو دیکھ لینا۔ یہ اگر خدا تعالیٰ کی قدرت  
نہائی کا کرم نہیں تو یہ اسکی نظیر پیش کر دو۔

ہا تو اب رہا ان کائناتوں کا  
پھر یہ کون کہہ سکتا ہے کہ اس قبرستان میں پہلا دفن ہونے  
والا وہی مسلمانوں کا لیدر ہو گا۔ جس کا نام  
حضرت مولوی عبدالحکیم صاحب رضی اللہ عنہ ہے۔  
مولوی صاحب مرحوم کو پہلے قادیان میں رہنے والے کئی احمدیوں  
کا انتقال ہوا۔ مگر مشیت ایزدی نے احمدیوں  
کے قبرستان کیلئے جو وقت فقہ کیا تھا وہ مولانا  
مولوی عبدالحکیم صاحب مرحوم کی وفات کے بعد بڑا  
چنانچہ ۸۔ دسمبر ۱۹۰۵ء کو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام  
نے اس تجویز کو خدام کے سامنے پیش کیا اور خاکسار ٹیڈر  
احکم کو اس کے متعلق اعلان کرنے اور زمین خریدنے کا  
حکم دیا لیکن اسی اس کے متعلق کوئی مزید کارروائی  
شرعیہ نہ ہوئی تھی کہ ۸۔ دسمبر ۱۹۰۵ء کی صبح کو اعلیٰ  
حضرت (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اپنی جماعت کو لیکر قبرستان  
کے لئے ایک زمین مختص اور انوار کرنے کو نکلے چنانچہ پڑی  
باغ کے جنوبی طرف ایک قطہ زمین حضور نے اس  
غرض کیلئے مختص کر دیا اور حضرت مولانا مولوی  
عبدالحکیم صاحب رضی اللہ عنہ کو اس میں دفن کرنے کا حکم  
دیبا۔ سبکی تعطیلات کے سلسلے میں مولوی صاحب  
مرحوم کا تابوت نکال کر ہم لوگ اس قبرستان میں  
دفن کر دیے۔

عجیب بات یہ ہو کہ ۸۔ نومبر کی روایا میں اللہ تعالیٰ نے  
اس قبرستان کا نام بہشتی مقبرہ رکھا اور ۹۔ دسمبر  
۱۹۰۵ء کو جب حضور اس زمین کو مختص کرنے جا رہے  
تھے ذمہ داران مجھے اس کے متعلق ابھام ہوا ہے۔  
آنزال فیہا کل رحمتہ  
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قبرستان رحمت الہی کے نزول  
کا محل ہو گا۔ غرض خدا تعالیٰ نے جیسا قبل از وقت فرمایا  
تھا وہ پورا ہوا۔

اب جس غرض کے لئے یہ اعلان لکھا جاتا ہے وہ یہ ہے  
کہ ضروری ہے۔  
قبرستان کو ایک کرنے کی غرض کیا ہے؟ یہ تو ایک اہل ہستی

کہ جب انسان فانی ہو جائے تو اس کے لیے ایک حق فرماتا ہے  
لیکن یہ اثر اس قدر زیادہ قوی اور دیر پا ہوتا ہے جس قدر کہ قبر  
کے حالات و کیفیت ہوں۔ چنانچہ ایک جماعت۔ یعنی خدا ترس  
اور اللہ تعالیٰ کی آیات کو دیکھ کر اس پر ایمان لائے لوگوں کی ہوتی تو  
انکی روحانیت اور ہی قوی اثر پیدا کرتی ہے۔ پھر اس وقت  
جو خدا تعالیٰ نے ایک قوم کو مقرر کیا ہے اور اسکو  
آخرین منہم مائے حق و باطل کا مصداق قرار دیا ہے  
تو کچھ شک نہیں کہ جیسے زندگی میں اس جماعت کو کچھائی نظر  
سے دیکھا جائے اور ایک اثر پیدا کرنا بعد از موت انہیں ایک عجیب  
میں سوسو ہو کر دیکھنا جہاں انسانی ہستی کی زوال پذیر حالتوں  
پر غور کر کے گواہان وہ اللہ تعالیٰ کے حق و قیوم اور اس کے  
مرتبین پر ایمان لانے کی کیفیت کے ساتھ وحدت اور  
ذات عناد انسانی صمد و دھرم غل اخوان علی سوا استقامت  
کا ایک شہر نظر آ رہا ہو گا۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ اللہ  
تعالیٰ کے ارادہ اور اذن سے ایسے قبرستان کی بنیاد  
دینی اسکا نام ہی رکھے اور اسے اپنی رحمت کے نزول  
کا محل قرار دے۔

صلی اللہ علیہ وسلم کا نبیاء علیہم السلام نے ہمیشہ یہ  
آرزو کی ہے کہ وہ اپنی جماعت میں دفن ہوں۔ تذکرۃ الاولیاء  
میں ایسے بہت سے واقعات ملین گے حضرت یوسف علیہ السلام  
کی وصیت عام طور پر مشہور ہے کہ انہوں نے اپنی بیویوں کو  
بہی انبیاء علیہم السلام کے قبرستان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام  
کے ہاتھوں پہنچنا پسند فرمایا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں بھی یہ آرزو اور  
خواہش پائی جاتی تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کی مجاورت میں جگہ مانے پر فرمایا مابقی  
الحی بعد الذالک یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کے جوار میں جگہ پا لینے کے بعد اب جو کوئی ہم ہم نہیں رہا۔  
اور چونکہ یہ جگہ باغ کے سامنے واقع ہے اور باہل  
باغ سے ملی ہوئی ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود عموماً تو  
ہیں اور اسی باغ میں ایک چوٹی کی مسجد بھی خاص معاون  
کے لئے آپ نے بنائی ہوئی ہے اسلئے جب وہ وہاں آیا  
کرین گے تو سامنے اپنے قدم کو خاک میں سونے ہوئی  
دیکھ کر خواہ خواہ دعا کے لئے تحریک ہوتی رہے گی۔

اسی طرح دیکھا گیا ہے کہ جہاں جہاں باقی باشندہ لوگ آرام  
کر رہے ہیں وہاں وہاں دعا دے آ اگر لوگ دفن  
ہوئے ہیں۔ غرض  
یہ خیال کر کے اجتماعی حالت سے زیارت کرنا لوگوں  
پر ایک قوی اثر ہے۔ اور اس زمین میں سونے والوں  
کی خاک کی ٹہریاں بعد از موت ہی دوسروں کے لئے  
اعمال صالحہ کی تحریک کا موجب ہوں۔ اور علاوہ  
بریں یہ مجموعی حالت اس زمانہ کی (جو آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خیر القرون ہے) یا دیگر  
ہو اس قبرستان کو بنایا گیا ہے۔ تاکہ مختص اپنی جماعت  
میں سہمی تضا و قدر سونے ہو جاوے وہاں دفن

کیا جائے۔ اور جو لوگ اکابر ہوں انکی قبروں پر ایسے  
کتبے لگائے جائیں جو ان کے حالات و صفات و افضیت کو  
اسطرچہ بہ قبرستان ایک قومی تاریخ بنی ہوگی۔  
حضرت اقدس نے ہم ہی پر مد فرمایا ہے کہ وہ تو لوگ جو  
قادیان سے باہر ہیں انہیں سے اگر کوئی شخص اس قبرستان  
میں دفن ہونے کی آرزو کرے تو وہ وصیت کر سکتا  
ہے کہ مرنے کے بعد اسکو صندوق میں بند کر کے یہاں  
پہنچا دیا جاوے اسکو جگہ دیا جائے گی۔ اور اس جگہ  
جیکہ و النفوس زوجت کا زمانہ ہے اور ہر طرح  
سے سفر کی سہولتیں پیدا ہوگی میں یہ امر کچھ مشکل نہیں۔  
اس مطلب کے لئے بہت بڑے احاطہ زمین کی ضرورت ہوگی  
جس میں ایک بڑا حصہ جو وہاں حضرت حمزہ اللہ کی ملکیت تھا  
آپ نے دیدہ ہے لیکن اسے ارد گرد کی اور قطع لیے ضروری  
ہیں اور ہر اس سارے قبرستان کے گرد ایک احاطہ بنانا  
ہو گا اور اس زمین کو درست کر کے اس میں روشنی کمال  
مختلف قسم کے پودے جو بہشتی مقبرہ کے حسب حال  
ہوں لگائے جائیں گے۔ اور ایک مستقل تنخواہ دار ملازم  
اسکی حفاظت اور درستی کے لئے رکھا جاوے گا۔

ان سب باتوں کے علاوہ بہت بڑی ضرورت اس  
امر کی ہے کہ باغ اور احمدی محلہ کے درمیان ڈھاب  
حائل ہے اور برسات میں گزر محال ہوتا ہے مگر موت کے  
لئے تو کوئی وقت معلوم نہیں کہ برسات میں ہو یا جاوے  
میں اسلئے ایسی ایک مضبوط پل طیار کیا جاوے گا۔  
تاکہ کسی موسم اور حالت میں دقت واقع نہ ہو۔ ان ساری  
ضرورتوں کو مد نظر رکھ کر احمدی قوم کو توجہ دانی پائی ہو  
کہ بہت جلد سر دست کم از کم تین ہزار روپیہ اس کام  
کے لئے جمع کر کے بھیج دیں۔ یہ سب روپیہ  
حضرت مولوی نور الدین صاحب کے  
نام آنا چاہئے۔ اور کوئی پرکھ دیا جاوے۔  
بقبرستان یہ رقم بہت بڑی رقم نہیں بلکہ کام  
خریدار اس ضرورت پر غور کرے تو سمجھے کہ تو کچھ  
بڑی بات نہیں۔

اس معاملہ میں سستی اور توقف معصیت ہوگی۔  
اور اس کے جلد تر طیار ہو جانے پر ایک عظیم الشان  
نشان کا نمونہ نظر آئے گا۔  
حضرت اقدس نے اپنی ایک تصنیف لکھا ہے کہ ہر شخص کو  
قادیان ہجرت کرنے کا خیال رکھنا چاہئے۔ اور یا کم از کم  
یہ آرزو ہو پس مبارک ہوں گے وہ لوگ جو اس بہشتی  
مقبرہ میں دفن ہوں گے اور جنہو خدا تعالیٰ کا مسیح  
و مرسل جنازہ پڑھیں گے۔ اور وہ اپنی آمد و رفت میں  
انکے لئے دعا کرے گا۔  
آخر میں دعا ہے کہ اے اللہ تو نے جیسے زندگی  
میں انہیں اور اس کے اکابر صحابہ کی مجاورت کا یہاں موقع دیا  
خاتمہ ہی پر ہوا ہے قبرستان میں ہمیں جگہ دیجو۔ اور ہر شخص  
میں ہی پاک زمرہ میں آٹھا آئو۔ آمین۔

اس قبرستان میں دفن ہونے کے لئے جو ساری اوصاف و صفات  
مطلوبہ ہیں ان میں سے اکثر اس وقت تک حاصل نہیں ہوئے۔  
چنانچہ اس وقت تک اس میں سے اکثر اس وقت تک حاصل نہیں ہوئے۔  
چنانچہ اس وقت تک اس میں سے اکثر اس وقت تک حاصل نہیں ہوئے۔







لاخذ نامنه باليمين ثم لقطعنا منه  
 اوتن - (اگر ہم پرانے کو پوری قوت سے  
 پکڑ کر رکھ جائیں گے تو آپ بولے یہ تو نبی  
 کریم صائم کے حق میں فرمایا۔ میں نے کہا میں کب  
 کہتا ہوں کہ یہ آیت کسی اور پر نازل ہوگی۔  
 سوال تو یہ ہے کہ جب ایک مدعی نبوت کے لئے  
 یہ بات صدق کا ثبوت ہو سکتی ہے تو کیا وجہ ہے  
 کہ دوسرے کے لئے نہ ہو۔ اسی لئے تو واقعہ  
 اللہ کے لئے المستقین فرمایا۔ یعنی یہ نشان تقویٰ  
 کے لئے تذکرہ ہے اور وہ اسی کسوٹی پر کسی کے  
 صدق و کذب کو پرکھ سکتے ہیں آپ نے کہا حضرت  
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم خدا فرمایا ہے  
 کہ نبی صادق اگر کچھ ہم پر اتر کرے اور جوہٹ  
 بولے تو اسکی سزا موت ہے اور یہ (مرزا صاحب)  
 تو نبی کاذب ہے۔ میں نے کہا یا سبحان اللہ  
 یہ عجیب بات ہے کہ اگر نبی صادق ہم پر جوہٹ  
 بولے وہ صادق ہی کیا ہوا جو جوہٹ بولے نیز  
 جب صادق کو ایک جوہٹ خدا پر بولنے سے سزا  
 موت ہے تو کیا وجہ ہے کہ اسکو موت کی سزا نہ ملے  
 جو اول سے آخر تک خدا تعالیٰ پر جوہٹ افرمایا  
 رہا ہے۔ اس پر آپ نے کہا نبی جوہٹ نبی زندہ رہے  
 میں نے کہا آپ ہرگز کوئی مثال نہیں پیدا کر سکتے کہ  
 کوئی مدعی وحی و نبوت جھوٹا ۲۴ سال سے زیادہ  
 زندہ رہا ہو۔ اگر کوئی ایسا لگتا تو اس کا نام یہی  
 آپ کے فرعون وغیرہ کا ذکر کرتے۔ میں نے کہا خدا ہی  
 کا دعویٰ الگ ہے۔ اسکی سزا جہنم ہے یہ  
 اسلئے خدا ہی کا دعویٰ ہے۔ ایک انسان محتاج سے  
 خود اپنی تردید آپ ہے دیکھئے کوئی شخص اگر فلان  
 بادشاہ ہونے کا بازار دن میں دعویٰ کرتا پھر  
 تو سب اسے پاگل ٹھہرائیں اور نہ حکومت سے  
 مواخذہ ہوگا لیکن اگر کہیں فرستادہ شاہ ہوں  
 اور وہ اس دعویٰ میں جھوٹا ہو تو ضرور گرفتار  
 کیا جائیگا۔

اس پر آپ نے کہا کہ ماہو بقول مشاعر اور  
 تنزیل میں دہا الخلائق سے ظاہر ہے  
 کہ یہ آیت مدعی وحی کے لئے ہے اور مرزا صاحب  
 کا دعویٰ تو الہام کا ہے۔ میں نے کہا وہ تو خدا  
 کہہ رہے ہیں کہ میں وحی ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ  
 مجھ سے ایسا ہی حکام ہوتا ہے جیسے انبیاء و سلف  
 حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ۔ حضرت عیسیٰ۔  
 حضرت داؤد۔ علیہم السلام سے ہوا۔ آپ نے  
 تعجب سے پوچھا کیا ان کے پاس جبریل آتا ہے  
 میں نے کہا اگر آپ سے آپ کا یہ منشاء ہے کہ  
 آسمان سے چکر جبریل پاس آتا ہے تو یہ عجیب  
 نہیں کیونکہ نزول ملائکہ کے یہ معنی نہیں۔ خدا تعالیٰ

فرماتا ہے زمان لا ملکہ و ما ملنا الا و لا یتعالمون  
 یعنی ہر فرشتہ کا ایک جائے قیام و قرار مقرر ہے  
 پس وہ وہاں سے ملتا ہوتا نہیں۔ اور وہ وہیں  
 سے اپنی تاثیرات کے ذریعے کام کرتے ہیں جیسا کہ  
 سورج۔ چاند۔ ستارے۔ اور اگر فرشتہ ہر کام  
 کے لئے نیچے اتر جائے لگے تو ایک ہی وقت  
 میں کئی کاموں کا کرنا دشوار ہو جائیگا۔ مثلاً ملک الملک  
 اگر ایک کی جان لینے کے لئے نیچے اترے تو پھر کیونکر  
 ممکن ہے کہ اسی وقت میں کئی ہزار اشخاص کی جان  
 لے لے۔ پس حضرت جبریل تو ایک اسطرح خدا کا کلام  
 نازل ہونے کا جوہٹ سننے کے لئے ہی کام دیتا ہے  
 جو ہوا آواز کے لئے یا روشنی دیکھنے کے لئے  
 آپ اس پر بول رہے ہیں کہ خدا ویسے کا محتاج ہوا  
 میں نے کہا حضرت! اول یہ تو اعتراض آپ پر  
 ہی ہو سکتا ہے کیونکہ آپ بھی خدا تعالیٰ کا ممبر  
 جبریل نازل ہونے کے قابل میں دوم اس وسیلہ  
 کی ضرورت ہی کو ہے نہ خدا کو اور یہ خدا تعالیٰ کا  
 قانون قدرت ہے کہ انسان اپنے حواس کے لئے  
 کسی مدد کا محتاج ہے جیسے کہ وہ آنکھوں سے دیکھ  
 نہیں سکتا جب تک مدد نبی سورج کی یا سورج کی  
 مثل نہ ہو۔ پھر آپ نے پوچھا کہ جبریل جو آتا ہے  
 وہ کیا تھا۔ میں نے کہا اسی طرح جس طرح مریم سے  
 ہکلام ہوا اور وہاں صاف آیا۔ فادسلنا الیہا  
 روحنا فتمثل لہا بشرا سو یا۔ غرض کام  
 تو وہی خود کرتے ہیں صرف بشرانی استعداد و عقیدہ  
 کے مطابق ان کی ایک شکل دیکھ لیتا ہے مفصل  
 توضیح مرام میں دیکھئے۔ اس پر آپ نے کہا کہ یہ کیونکر  
 معلوم ہو کہ آپ پر سچی وحی ہوتی ہے میں نے کہا  
 درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے پیشگوئیاں  
 جو خود ہی سے ان الہاموں کی بنا پر کی جاتی ہیں  
 وہ ان کے سچا ہونے کا ثبوت میں آپ نے کہا سب  
 پیشگوئیاں جو نبی تکلیف میں نے کہا ایک کا ہم  
 لو آپ نے مواہب الرحمن کا ذکر کیا کہ وہاں لوگوں  
 کی پیشگوئی ہے اور ہوئی لڑکی۔ میں نے کہا  
 وہاں تو لکھا ہے فی حین من الاحیاء  
 کوئی خاص وقت مقرر نہیں آپ پہلی باتوں  
 کو نہ مابین تو حال کی پیشگوئیاں کیا تھوڑی ہیں  
 کیا آپ نے طاعون کو خود اپنی آنکھوں سے نہیں  
 دیکھا۔ کیا اس کے متعلق خدا کے فرستادے  
 نے قبل از وقت اطلاع نہ دی طاعون کا نام  
 و نشان نہ تھا کہ اس نے کہا بیماری کے پودے  
 لگائے جا رہے ہیں پھر یہ زلزلہ آپ بھول گئے  
 جس کی نسبت وحی الہی نے مدت پہلے خبر دی۔  
 گھڑی ہے ہر پر ایسی ایک ساعت  
 کہ یاد آجائے جس سے قیامت

اور عفت الیدیکما محلھا و مقامھا اور  
 زلزلہ کا دھکا۔ وغیرہ۔ جس سے پچیس ہزار کے  
 تریب انسان ہلاک ہوئے۔ اسکے ساتھ ہی  
 ما کنا معذ بین حین نبعث رسولاً۔  
 پڑھ لیجئے۔ یہ عذاب ہے ثبوت میں اس بات کے  
 کہ رسول آچکا ہے۔  
 پھر ایک اور آنے والی آفت کی خبر دے رہی  
 ہے اس کا انتظار کیجئے پھر مولوی عبدالحکیم  
 رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر میں دی اسی نے  
 بہت پہلے کہ میں لپیٹا گیا اور شینا  
 سال کی عمر اذ اللہ وانا الیہ راجعون  
 سے دی۔ کون ہے جو اسطرح قطعی طور سے  
 خبر دے۔ کیا فلا یظہر علی غیبہ احد  
 الا من اذن فی من رسول بھول گئے کہ خدا  
 مرسلاں حق کے سوا کسی کو اپنے غیب پر مطلع نہیں  
 کرتا اگر کوئی بخوبی بھی بخوبی پیشگوئی کرتے ہیں۔  
 تو یہ اعتراض بحیثیت مسلمان ہونے کے آپ  
 پر بھی ہے کہ اچھے انبیاء کس طرح بھول گئے۔  
 اس پر الوداعی سلام ہوا۔ میں نے اب ان باتوں  
 کو لکھا کہ پھر مولوی صاحب کے پیش کیا تاکہ وہ  
 مکر غور کریں اور ان کے پاس اس کا کچھ جواب  
 ہے تو وہ اپنا پورا زور علمی دکھا کر کہیں تاکہ لوگوں  
 پر حقیقت علم آنجناب ظاہر ہو۔

ان ایک بات ہو لا۔ آپ نے کہا تھا قطع  
 سے مراد فصاحت کم ہونا ہی ہے میں نے کہا  
 چلو یہی سہی اور حضرت اقدس علیہ السلام کی کسی  
 کتاب کی مثل پیش کیجئے۔ آپ نے کہا میں  
 چاہوں تو لکھ سکتا ہوں میں نے کہا لو نشاء  
 لقلنا مثل ہذا کہنے والے تو ہتیرے  
 ہیں لکھ کر دکھائیے۔ وان لم تفعلوا ولن  
 تفعلوا آلیۃ۔

۲۴  
 محمد ظہور الدین اکل احمدی گجراتی گوئیے ضلع  
 گجرات۔ مورخہ یکم دسمبر ۱۹۵۷ء۔

### آریہ نہا شے غور سو پرین

خاکسار نے عرض کیا کہ آریہ سماج میں رہنے کے بعد  
 اس دہرم میں ساری پالی پالی دیکھ کر اسے ترک  
 کر دیا اور ایک رسالہ ترک و دہرم صرف ۲۳  
 صفحوں کا کافی محال شائع کر دیا ہے جس میں دس اعتراضات  
 بتیاریہ پر کاش کی تحریکات پر کر کے تمام آریہوں کو

چیلنج کر دیا ہے کہ اس کی تردید اگر کوئی صاحب کر سکتے  
 ہوں تو کر کے مجھے مطلع کریں اور سارے میں مجھ کو کسی قسم  
 کی گفتگو بذریعہ تحریر اردہندی خواہ انگریزی میں ہی کر  
 سکتے ہیں مگر ایسے اعتراضات کی تو کوئی کیا تردید کر  
 اپنی ہمیشہ کی عادت کے موافق گالی گفتگو پر آگئے ہیں  
 اور جہاں ۲۴ اکتوبر ۱۹۵۷ء اخبار ستیا دھرم پرائس  
 میں چند شریر آدمیوں نے کوئی جعلی تحریر بنا کر مجھے  
 دہرم نیلام کرنے والا شہرہ کیا وہاں آریہ گزٹ کے  
 چند پرچہ جات میں منایا گیا ہے کہ خوب خوب مولواتن  
 ستارہ میں لیکن مجھے تعجب ہے کہ آریہ سماج کے ممبران  
 جو کہ یہ دیکھ جاتے ہیں کہ ہم بدقت منتہ کو گریہ کر رہے  
 اور اسنہ کو تیا لکھنے کے لئے مستعد ہا کرتے ہیں۔  
 اس رسالہ کے پیش کردہ اعتراضات پر کیوں دیہان  
 نہیں دیتے میں پھر کہتا ہوں کہ اسے آریہ بھائیو  
 گالی گفتگو کر چوڑ کر اگر آپ عقول پسند میں تو شائستگی  
 کے ساتھ مجھے ان اعتراضات کا جواب دیجئے جو  
 میں نے رسالہ نمایاں درج کئے ہیں۔ اور اس  
 طرح کتاب۔ آریہ سماج کی پول جو ۷۰۰  
 صفحوں کی ضخیم کتاب جو ابھی شائع ہو رہی ہے  
 اس میں پیش کئے گئے اعتراضات کی معقولیت  
 سے یا تو تردید کیجئے یا اپنی غلطیوں کو تسلیم کر لیجئے  
 تاکہ سنہ کو گریہ نہ (سچائی کو قبول اور اسنہ کو  
 تیاگ (غلطیوں کو ترک) کرنے کے اصول پر  
 آپ کا سچ عملی طور پر پابند رہنا عوام کو بھی معلوم  
 ہو جاوے۔

ہلک کو یاد رہے کہ جو آریہ سماج بیدارشی مسلمانوں اور  
 عیسائیوں کو شہد کرنے کی فکر میں حیران و پریشان  
 رہتے ہیں وہ اب بچنا ہے کہ اسے ایک باقی ابدیشک  
 کے معقول اعتراضات کو کہا شک مہذبہ باد طہر سے رد  
 کر سکتا ہے۔

ناظرین! ادن مسلمانوں عیسائیوں کو آریہ سماج میں  
 کر لینا آسان ہے جو سنسکرت علم سے ناواقف ہو نیچے  
 باعث یہ جانتے ہی نہیں کہ آیا سوادینا مذہب سوتی ہمارا  
 کی باتیں کہاں تک خود انہیں کے تسلیم کردہ سنسکرت کتابوں  
 سے لکھائی ہیں لیکن آریہ سماج کے لئے معقول  
 پسندی کو کام لینے ہوئے یہ اثرشک ہے کہ وہ کسی سکت  
 دان مقرر کو جواب کر سکیں اور اب ان کے پاس  
 میر بارہ میں جو آریہ سماج کا نیک نیت۔ وفادار (مترجم  
 سنسکرت ماسٹر مہرنا جہاں آیا دت کا اسٹنٹ  
 اڈیٹر اور ادیشک رہا ہے سو اس اور کوئی علاج  
 موجود نہیں ہے کہ وہ عوام میں پیشہ ور کرتے پھرین  
 کہ وہ دہرم نیلام کر لیا اور روپیوں کا محتاج ہے  
 وغیرہ وغیرہ۔ اسے آریہ نہا شے گئے ان باتوں سے  
 کیا فائدہ ہے۔ اب اعتراضات کو رد کیجئے یہ رسالہ  
 ترک و دہرم اگرچہ ارقمیت کا ہے لیکن میرا ان آریہ



## مراسلت

## ایک مکاشفہ کی حقیقت

پنجاب کے ایک بزرگ نے ہفتہ وار پیسہ اجارہ جریہ ۹ دسمبر ۱۹۵۷ء میں اپنا ایک مکاشفہ درج کرایا جس میں حافظ شیرازی کے ساتھ انکی ملاقات ہوئی۔ اور حافظ صاحب موصوف نے انہیں فرمایا کہ میرے جن اشعار کے ظاہر معانی کی بنا پر بعض لوگ مجھ سے بدظن ہیں۔ ان الفاظ سے میری کچھ اور مراد ہے جو کسی طرح مذموم نہیں، غرض حافظ صاحب نے انہیں یہ ہدایت کی ہے کہ اپنے خیال اور رائے سے کبھی کسی پر بدگمانی نہ کرنا چاہئے۔ ایسے کثوت کے امکان سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کشف والہام امت محمدیہ میں حسب مراجع اتفاق متواتر چلی آئی ہے اور چلی جائیگی۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ اس مراسلت کے ابتدائی حصہ میں بزرگ موصوف نے اپنے خیال ناقص سے یا لامست خلق اللہ کے طور سے بعض ایسے فقرات درج کر دیے ہیں۔ جن سے انکار وئے سخن حضرت مسیح موعودؑ کی طرف معلوم ہوتا ہے۔ اور اگر مرزا صاحب انکی خیال میں ایک دام ترویر پھیلائے ولے دوکاندار ہیں۔ اور کہ انہوں نے کشف الہام کو بدنام کر دیا ہے وغیرہ وغیرہ۔

ایسے ہزلیات کا جواب سولے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے کیا دیا جاوے۔

قبل اسکے کہ امر زیر بحث کا جواب دیا جاوے میں بزرگ موصوف کو بہت تانا چاہتا ہوں۔ کہ جس چیز کے متعلق انہوں نے بڑے غر سے بیان کیا ہے۔ کہ ایک غصہ دراز کے بعد انہیں نصیب ہوئی ہے۔ اس نعمت سے حضرت مرزا صاحب کے ہزار خادم خدا کے فضل اور مامور من اللہ کی برکت صحبت سے شب بروز متفیض ہو رہی ہیں۔ اور یہ بات صرف حدیث بالسمع کے طور پر ذکر کی گئی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب بزرگ موصوف ایسے سولی سلمان اپنے کشف والہام (صرف اپنی شہادت) لوگوں کو منوانا چاہتے ہیں جو ممکنات سے ہے اور جس پر از رو سے اسلام حسن ظن چاہئے۔ تو کیا وہ شخص جو تیرہ سو برس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدہ کے موافق مامور ہو کر تائید اسلام کے لئے آیا ہے۔ اور جس کے اعلیٰ درجہ کے تقویٰ کو طہارت میں اسکے منصف مزاج مخالفین کو ہی کلام نہیں۔

اترا حق ہی نہیں رہتا کہ اپنا کشف یا الہام حقا اسلام کے ثبوت میں پیش کر سکے۔ خصوصاً جب اسکے ساتھ ہزارہ آسمانی تائیدین اور یقینی ثبوت موجود ہوں۔ اور کیا اس کے ہزاروں متقی خادموں کو راجح و علاوہ دیگر ثبوتوں کے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا دیگر انبیاء صالحین کی زبان سہار سے عالم کشف و رویا میں اسکے سنجاب اللہ ہونے کی تصدیق ہوئی ہو! اتنا ہی حق حاصل نہیں کہ وہ اسے صادق سمجھ کر اس کی طاعت کریں۔

دوسری قابل اعتراض بات یہ ہے کہ اس مراسلت میں "دکاندار وغیرہ" کا لفظ جو حضرت مرزا صاحب کی نسبت استعمال کیا گیا ہے۔ کیا وہ کسی کشف والہام کی بنا پر ہے یا صرف خیالی ہے۔ اگر خیالی ہے تو یہ بزرگ موصوف کے اس الفاظ کے قطعاً مخالف ہے۔ جسکو وہ اجارہ جریہ ۹ صدی ماہ نومبر ۱۹۵۷ء میں اس خط کے ضمن میں شائع کر چکے ہیں۔ جو کہ انہوں نے نہایت الحاح اور تامل سے حضرت مرزا صاحب کی طرف لکھ کر اپنی خطا کی معافی چاہی تھی۔ اور علانیہ طور پر مرزا صاحب کی صداقت کو تسلیم کیا تھا۔ غرض الہام ربانی کے مقابلہ میں ایک خیال نفسانی کیا حقیقت رکھتا ہے لیکن اگر موجودہ لفظ دوکاندار وغیرہ ہی الہامی ہے تو خیال کرنا چاہئے۔ کہ دو متضاد الہام ایک خدا کی طرف کیونکر منسوب ہو سکتے ہیں۔

میں حیران ہوں کہ یہ لوگ کونسی خانہ ساز دلیل دیں ایک ایسے عاشق رسول اللہ جو اسلام کا غیور حامی ہے۔ دکاندار ٹھہراتے ہیں۔ کیا وہ از روے ایمان بنا سکتے ہیں مرزا صاحب نے اسلام کا خلاف حکم منسوخ کر دیا ہے۔ البتہ جن باتوں پر شور و غوا کیا جاتا ہے وہ صرف دو باتیں ہیں۔ اول دعویٰ وفات ابن مریم۔ دوسرا اون کا اپنا دعویٰ قبیل مسیح و مہدی لیکن دیکھنا یہ ہے کہ آیا ان دو امر میں متقدمین میں سے ہی کوئی ان کا خیال ہے یا نہیں۔ سو واضح ہو کہ وفات مسیح میں کوئی پہلے اکابر ہی ان کے ساتھ متفق ہیں۔ مثلاً امام مالکؒ۔ امام ابن خزمہؒ وغیرہم۔ باقی رہا ان کا دعویٰ مسیحیت و مہدویت۔ سو بعض بزرگان سابق کے دعویٰ مرزا صاحب کی نسبت درجہ بڑا بکرہ ہیں۔ مثلاً انا الحق۔ انا محمد۔ انا موسیٰ۔ انا ابراہیم۔ وغیرہ کہنے والے بزرگان دین کو دیکھو بلکہ مولوی محمد اسماعیل شہید (جنگل ذکر خیر ہے) ہی اپنے مکاشفہ میں کیا ہے (یہاں تک فرماتے ہیں کہ اگر از کسے آوازہ انا الحق بشتوی۔ زہار رب انکار پیش نہ آئی۔ اور یہی مولانا

موصوف نے اپنے سر حضرت سید احمدؒ پر بلوی کی تعریف اس شعر میں کی ہے۔

سید احمد یا ہمہ اصحاب خود و زریہ  
باصحاب گوئی آمد باز ختم المرسلین  
کاش بزرگ موصوف نے خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کا مضمون مندرجہ اجارہ وطن ۱۷- نومبر ۱۹۵۷ء ہی ملاحظہ فرمایا ہوتا۔ جس میں انہوں نے باوجود غیر احمدی ہونے کے ایک حد تک انصاف سے کام لیا ہے۔ جس کے بعض فقرات یا ان خلاصہ درج ذیل ہے۔

(۱) امت محمدیہ خیر الامم ہے۔ انبیاء سابقین کے صفات اس امت کے ایک فرد میں جمع ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ صوفیائے کرام کے مقامات باطنی میں مقام ابراہیمؑ۔ موسیٰؑ۔ عیسیٰؑ کا تذکرہ اس امر کی شہادت دے سکتا ہے۔ پس اگر مرزا صاحب قادیانی میں نسبت عیسٰی یا کرشن کا ظہور کر گیا تو کیا تعجب ہے۔ اور اس نسبت کے سبب سے انکو کشف والہام کا ہونا بھی عجیب نہیں۔

(۲) اسکے بعد ہم کو مرزا صاحب کے افعال اور ان کے مریدوں کے اوضاع و احوال کو دیکھنا چاہئے۔ بظاہر ان کی صورتیں نیک اور متقی مسلمانوں کی ہی نمازوں کے پابند ہیں اور ان نماز میں ہی ہماری نماز سے کوئی اصولی تفاوت نہیں ہوتا۔ ان کے مریدوں میں انگریزی خوان ہی ہیں۔ مگر اون پر مذہبی رنگ زیادہ ہوتا ہے۔ بجائے اس کے دوسرے طبقہ کے مسلمانوں میں اس قسم کی بہت تھوڑی مثالیں ہیں۔

(۳) سب سے اچھا نمونہ جو اس گروہ میں اسلامی حمایت کا جوش نظر آتا ہے۔ مسلمانوں کے اصولی دشمنوں کو سمجھنا اور ان کے حملوں کا جواب دینا اس جماعت کا پسندیدہ شعار ہے۔ (دیکھو وطن ۱۷- نومبر ۱۹۵۷ء)

قطع نظر دیگر دلائل کے خود بزرگ موصوف کے اپنے مکاشفہ میں حضرت مرزا صاحب اور انکی مثال پر بدگمانی کرنے کی تردید موجود ہے۔ چنانچہ بزرگ موصوف اپنے کشف کے اظہار کی وجہ اس طرح لکھتے ہیں۔ "ناکہ میرے پہاڑی جو میری طرح ایک اسلامی بزرگ کی نسبت بدظنی میں مبتلا ہوں۔ اس سے بچ جائیں اور سب بڑے بزرگ قرآن شریف کی آیت اجتنبوا کثیراً من الظن اور وہ احادیث نبویؐ جن میں ان اسلام پر بدگمانی کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ ان باتوں کا کافی جواب ہیں۔ قاعبتہ وایا اولی الا بصمک۔

قدرت اللہ احمدی

از لاہور

## چند استفسارات

Digitized by Khilafat Library

تونی کوئی شخص ثابت نہیں کر سکتا کہ جب سے دنیا میں زبان عربی کا وجود ہے عربی میں خدا تعالیٰ اور ذی روح مقول ہو تو تونی باب تفصیل سے سولے قبض روح کے قبض جسم کے معنی میں بھی کبھی استعمال ہوا ہو۔ نہ قرآن شریف میں نہ احادیث میں نہ دوا میں جاہلیت میں کہیں اس کے خلاف مثال نہیں مل سکتی۔ یہ دعویٰ اگر عطا ہے تو ثابت کر دو؟

بھڑنا اکثر دو کے ترجموں میں جہان حضرت عیسیٰ کے متعلق لفظ تونی یا اس کے مشتقات آئے ہیں تو اس کے معنی بھڑنا کئے گئے ہیں۔ تعجب کہ ہر ناکیا چیز ہے کیا کھڑے میں پانی بھڑنا یا کنوے سے پانی بھڑنا یا کچھ میں کھڑے بھڑنا یا فطماں میں ہوا ہر نا یا پٹ بھڑنا یا بندو بھڑنا یا نقشہ میں رنگ بھڑنا یا نظر بھڑنے کے دیکھنا یا ٹلکھت غصہ میں بھڑنا یا کیا؟

دور و چادرین مسیح علیہ السلام جب آسمان پر اٹھائے گئے تھے اور تھے تو وہ دور و چادرین نے نہیں گئے تھے۔ اب جو آسمان سے زرد چادرین بیکر آئیں گے تو وہ بہانہ کے جولاہوں یا کسی کارخانہ کی بی ہونگی ہوگی۔ اس بات کے معلوم کرنے کو جی چاہتا ہے کہ آیا وہ کس چیز کی ہونگی۔ یقیناً ریشم کی ہونگی جو جنت کے شہنوت کے درختوں میں ریشم کے کپڑے پر درخت کر کے حاصل کیا گیا ہوگا۔ نیز کچھ ہی ہو۔ مگر وہ جنتی یا آسمانی چادرین پڑانی ہو کر کھٹ بھی جائیگی یا ہمیشہ نئی ہی رہیگی اور مسیح علیہ السلام کی وفات کے بعد ان آسمانی چادرین کا کیا ہوگا؟

طاہون ہندوستان کے اس مرض طاہون کی نسبت تمام اہل اللہ بلکہ دیگر مذاہب کے پیروؤں کا بھی یہی خیال ہے کہ یہ وبا غضب الہی ہے جو ہندوؤں کی معصیت و شرارت سے نازل ہوئی ہے۔ وبا طاہون سے کس قدر عظیم الشان ہلاکت واقع ہو رہی ہے اسکا اندازہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ جنوری ۱۹۵۷ء سے ۵ اپریل ۱۹۵۷ء تک صرف ساڑھے تین مہینے میں پونے چھ لاکھ سے بھی زیادہ انسان مینڈولا میں مرے اور خدا تعالیٰ نے کلام پاک میں فرمایا ہے وما کان دیک مہلک القری حق یبعث فی امصار رسولاً۔ اب بتاؤ کہ اس مرض طاہون (جو باعث ہلاکت اور بستیان ویران کرنا والا) کس چیز سے پیدا ہوا ہے؟ ہندوستان میں خدا تعالیٰ نے سولے لاکھ حضرت مسیح موعودؑ کو مہد مسیح علیہ السلام کس سولے لاکھ